ڈاکٹر شکیل احمد خان
اسسٹنٹ پروفیسر اردو
گورنمنٹ ڈگری بوائز کالج، نشتر روڈ، کراچی

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی اردو تحقیق میں خدمات (اجمالی جائزہ)

THE CONTRIBUTION OF DR. NABI BUX KHAN BALOCH FOR URDU LITRATURE

Abstract

Dr. Nabi Bux Khan Baloch was a renowned scholar of the Sindhi, Persian, Arabic, and Urdu languages. He is among those few scholars, who has transferred historical, cultural a and literary assets of Sindh and Sindhi language into Urdu as well beside other languages. In his research, he discovered those classical poets who were doing poetry in Persian, Urdu and Sindhi languages and he also wrote research articles and books about them in Urdu along with this. He presented the introduction of some ancient manuscript and provided basic knowledge about them which can be helpful in research and history.

This article carries a brief review of his services in Urdu research.

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ (پیدائش: ۱۹۱۷ءا۔ وفات: ۲۰۱۱ء) کا شمار پاکستان کے ان نامور محققین و مورخین اور دانشوروں میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی علمی، ادبی و تحقیقی کارناموں کی بدولت دنیا بھر میں شہرت کمائی۔ آپ کے کارہائے نمایاں کو مقتدر حلقوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، آپ کی عظمت و شہرت جہاں پاکستانی عوام کے لیے باعثِ فخر ہے وہاں حیدر آباد کے لوگ بھی آپ کی حیدر آباد سے نسبت پر جتنا فخر کریں وہ کم ہے۔ آپ کا ایک اہم حوالہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھی ہے جہاں سے آپ نے کے تعلیم حاصل کی۔

آپ کو عربی، فارسی، انگریزی، اردو، سندھی اور دیگر کئی زبانوں پر نہ صرف عبور حاصل تھا بلکہ ان کے ذریعے آپ نے بہت سی علمی و ادبی اور تاریخی و ثقافتی خدمات بھی انجام دیں۔ آپ کی مختلف موضوعات پر جن میں تحقیق، تنقید، تعلیم، تاریخ، لسانیات، لوک ثقافت اور ترتیب و تدوین پر موقر و معتبر کتابیں اور تحریریں موجود ہیں، آپ نے خاص طور پر سندھی زبان و ادب اور ثقافت کے حوالے سے گراں

قدر سرمایا تحقیق سے ترتیب دیا ہے۔ ان خدمات کا دائرہ صرف تحریر تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ جن اداروں میں آپ نے سربراہ کے طور پر کام کیا یا جن اداروں کو آپ نے قائم کیا یا جن سے آپ وابستہ رہے وہاں علمی کاموں کے ساتھ ساتھ عملی کاموں کا سلسلہ بھی برقرار رکھا۔ آپ کو ان خدمات کے صلے میں مختلف حکومتوں اور اداروں کی طرف سے بہت سے اعزازات وانعامات سے بھی نوازا گیا ہے۔

اردو تحقیق میں آپ نے قدیم شعراء پر مشتمل ایک تذکرہ بہ عنوان ''سندھ میں اُردو شاعری (از عہد شاہجہان تا قیام پاکستان)''(مطبوعہ ۱۹۶۷ء[۲]) ایک سوانح بہ عنوان ''مولانا آزاد سبحانی''(مطبوعہ ۱۹۸۹ء) اور دو قدیم شعراء کے دیوان ''دیوانِ شوق افزا عرف دیوانِ صابر'' (مطبوعہ ۱۹۸۴ء) اور ''دیوان ماتم'' (مطبوعہ ۱۹۹۰ء) عنوانات کے تحت مرتب کیے ہیں، اس کے ساتھ آپ نے ڈاکٹر غلام مصطفی خاں کے اشتراک سے دو عدد لغات ''سندھی اردو لغت'' (مطبوعہ ۱۹۵۹ء اور ۱۹۷۱ء) اور ''اردو سندھی لغت''(مطبوعہ ۱۹۶۰ء) بھی ترتیب دی ہیں، جن میں سندھی زبان کے الفاظ کے انتخاب کی ذمہ داری آپ پر جب کہ اردو زبان کے الفاظ کے انتخاب کی ذمہ داری ڈاکٹر غلام مصطفی خاں کے سپرد تھی۔

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ سندھ کے ان چند فضلاء میں شامل ہیں جنھوں نے سندھ اور سندھی زبان سے متعلق بہت سا تاریخی، ثقافتی اور ادبی سرمایا دیگر زبانوں کے علاوہ اردو میں بھی منتقل کیا، آپ نے اردو تحقیق میں ایسے قدیم شعرا جو فارسی، اردو اور سندھی زبانوں میں شاعری کر رہے تھے، ان کو اور ان کے کلام کو دریافت کر کے مقالات لکھے ہیں، اس کے ساتھ چند قدیم مخطوطات کا تعارف پیش کرتے ہوئے ان سے متعلق بنیادی کام فراہم کیا ہے جو ادبی تحقیق و تاریخ میں معاون و مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک سوانح بھی تحقیق سے ترتیب دی ہے، ان سب کی اشاعتی تفصیل اور ایک اجمالی جائزہ درج ہے۔

۱۔ ''مسلم بنگال کے فارسی ادب کی ایک اہم تصنیف کتاب شرفنامہ احمد منیری''[۳] مطبوعہ رسالہ ''اردو'' کراچی، دو اقساط میں بالترتیب اکتوبر ۱۹۵۲ء اور جنوری اپریل ۱۹۵۳ء

۲۔ ''تعارف''[۴] مشمولہ کتاب ''اردو زبان کی قدیم تاریخ'' مرتبہ: عین الحق فرید کوٹی، لاہور، ارسلان پبلی کیشنز، ۱۹۷۲ء۔

۳۔ ''پیش گفتار و مقدمہ'' مشمولہ کتاب ''دیوان شوق افزا عرف دیوان صابر'' مرتبہ: ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۱۹۸۴ء

۴۔ ''شاہ لطیف پر تحقیق'' مطبوعہ رسالہ ''دائرے''، کراچی، ۱۹۸۸ء

۵۔ ''مولانا آزاد سبحانی، تحریکِ آزادی کے ایک مقتدر رہنما'' مرتبہ: ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، لاہور، ادارئہ تحقیقاتِ پاکستان، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۸۹ء

۶۔ ''پیش لفظ'' مشمولہ کتاب ''دیوانِ ماتم'' مرتبہ: ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، جام شورو، حیدر آباد، سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۹۰ء

۷۔ ''ابن بطوطہ کا سفر نامہ اور اس کے گمنام گوشے''،

۸۔ ''ایک قلمی مجموعۂ رسائل (تعارف و مشمولات)''

یہ مقالات مجلہ ''تحقیق''، جام شورو، سندھ یونیورسٹی میں بالترتیب شمارہ (۱۱۔۱۰) ۹۷۔۱۹۹۶ء اور شمارہ (۱۳۔۱۲) ۹۹۔۱۹۹۸ء میں شایع ہوئے۔

۹۔ ''مقدمہ'' مشمولہ فارسی تذکرہ ''سندھ میں فارسی شاعری کا آخری دور۔ تکملۃ التکملۃ'' مرتبہ: ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۷ء

۱۰۔ ''سندھ میں اردو شاعری (از شاہجہاں تا قیام پاکستان)'' مرتبہ: ڈاکٹر نبی بخش بلوچ،

پہلے مقالے میں آپ نے مخطوطہ ''شرفنامہ احمد منیری'' کا تعارف، داخلی شہادت سے اس کا دورِ تصنیف (۸۶۲ھ تا ۸۷۹ھ ۱۴۵۷ء تا ۱۴۷۴ء) اور مصنف کا مختصر احوال لکھا ہے، اس کے علاوہ مخطوطے کی ادبی اہمیت، مصنف کی وسیع ادبی معلومات و ادبی ماحول، فن لغت میں ان کی مہارت اور شاعرانہ قابلیت سے بالتفصیل آگاہ کیا ہے، ساتھ میں مخطوطے اور مصنف سے متعلق عمدہ حواشی و تعلیقات بھی قائم کیے ہیں۔

دوسرا مقالہ یوں تو کتاب کا تعارف ہے لیکن اس کے آغاز میں آپ نے علومِ السنہ، تقابلی لسانیات اور علمِ لغات کی ابتداء، مسلم علماء کی ان علوم میں ابتدائی خدمات اور خاص طور سے آٹھویں صدی عیسوی سے سترھویں صدی عیسوی کے آخر تک بیرونِ ہند اور ہند کے مسلم محققین کی سنسکرت اور علوم سنسکرت پر کی جانے والی تحقیق کا تاریخی جائزہ لیا ہے۔ اس کے بعد کتاب کے موضوع اور اس کے مندرجات کے بہت سے لسانیاتی مسائل اور علمی و تحقیقی نکات سے اتفاق و اختلاف کرتے ہوئے کتاب کا تفصیلی تعارف و تجزیہ پیش کیا ہے اور کتاب سے متعلق اپنی یہ رائے قائم کی ہے:

> ''فاضل مصنف نے نہایت ہی پیچیدہ لسانی مسائل کا قابل داد تجزیہ کیا ہے۔ یہ ایک خالص علمی کتاب ہے جس سے مصنف کے وسیع مطالعے، موضوع سے محبت اور مسائل کی توضیح و تنقیح میں مشققت کا پتا چلتا ہے۔
>
> اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے، جو شمالی ہند کی عوامی زبانوں کی اصلیت کی نشاندہی کرتی ہے اور خصوصی طور پر منڈا، دراوڑی، سنسکرت اور وادیٔ سندھ کی مقامی زبانوں کے باہمی تعلق اور لسانی خمیر کی کمیت اور کیفیت کی آئینہ دار ہے۔ موضوع اتنا وسیع ہے کہ باوجود ضروری

وضاحت اور تفصیل کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ فاضل مصنف نے سرِ دست اختصار اور اجمال سے کام لیا ہے اور اپنی اس تصنیف میں مختلف نظریوں کے خاکے مرتب کیے ہیں تاکہ مزید تحقیق کے لیے راہیں کھل سکیں''۔(ص:۱۸،۱۷)

تیسرا مقالہ دو حصوں پر مبنی ہے۔ پہلے حصے ''پیش گفتار'' میں مخطوطہ ''دیوانِ شوق افزا'' (سال تصنیف ۱۱۸۱ھ) کے شاعر میر محمود صابر کا داخلی اور خارجی شواہد سے پتا لگایا ہے اور مخطوطے کی کیفیت بیان کی ہے، جب کہ دوسرے حصے ''مقدمہ'' میں میر شیر علی قانع کا تذکرہ ''مقالات الشعراء'' مذکورہ دیوان اور شاعر کے منظوم کردہ فارسی کتبات جو سندھ کی دو اہم تاریخی عمارات ۵ پر نصب ہیں کی روشنی میں شاعر کے حالاتِ زندگی، ان کے دور کا تعین، ان کا اردو اور فارسی میں مقام و مرتبہ اور ہند تک پھیلی ہوئی ان کی شہرت، دیوان کا املاء و زبان اور اس میں شامل سرائیکی و سندھی زبان کے الفاظ و محاوروں کا تحقیقی جائزہ لیا ہے، شمار نمبر ۶ مقالے میں بھی آپ نے تقریباً اسی انداز میں ''دیوانِ ماتم'' (سن تصنیف ۱۲۹۴ھ) کے شاعر فضل محمد طیب حیدر آبادی کی ذاتی سوانح اور خاندان کے حالات جو آپ کو شاعر کے قبیلے کی ایک نوے سالہ معمر عورت ''مائی مراد خاتون'' مقیم حیدر آباد سے ۱۹۶۹ء میں حاصل ہوئے تھے بیان کیے ہیں اس کے علاوہ کلام کی داخلی شہادتوں سے بھی شاعر سے متعلق مزید معلومات فراہم کی ہیں اور ساتھ میں دیوان کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے بعض الفاظ جو مسخ ہو چکے تھے ان کی تصحیح بھی کی ہے۔

مقالہ نمبر ۴ میں آپ نے شاہ عبداللطیف بھٹائی اور ان کے کلام سے متعلق بہت سے ایسے گوشے جن پر ابھی تحقیق ہونا باقی ہے، ان کا نیم تحقیقی جائزہ لیا ہے جب کہ مقالہ نمبر ۸ میں ایک قلمی مجموعۂ رسائل (سن کتابت ۱۲۷۱ھ اور ۱۲۸۱ھ کے مابین) کے مشمولات، اس کے کاتب اور خاص طور پر اس میں شامل نثری اردو رسالے ''ہدایت الاضاحی'' (۱۲۷۲ھ) کا تعارف اور اس کے مصنف مفتی محمد عنایت احمد کاکوروی کے مختصر حالات تحریر کیے ہیں۔

شمار نمبر ۵ پر درج کتاب میں آپ نے تحریکِ آزادی کے ایک رہنما مولانا آزاد سبحانی (۱۸۸۴ء۔۱۹۵۷ء) کی سوانح حیات تحقیقی و تاریخی حوالوں کے ساتھ درج ذیل عنوانات کے تحت مرتب کی ہے۔

(۱) حالاتِ زندگی (۲) مولانا آزاد سبحانی۔ اور تحریکِ پاکستان (۳) تحریکِ ربانی/خلافت ربانی (۴) مولانا آزاد سبحانی بحیثیت فلسفی (۵) دین داری و دینی خدمات (۶) مولانا آزاد سبحانی اور سوشلزم/کمیونزم (۷) سفر نامہ ربانی کے اقتباسات (۸) آزاد سبحانی بحیثیت ادیب و شاعر۔ اس کے علاوہ آپ نے ان سے متعلق بہت سے مفید حواشی بھی قائم کیے ہیں اور کتاب کے آخر میں اشخاص، کتب و جرائد،

تحریکات و مذاہب اور مقامات و ادارہ جات کا ایک اشاریہ بھی ترتیب دیا ہے۔

شمار نمبر ۷ مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے ابن بطوطہ کے سفر نامے سے ان چار سوالات (۱) ابن بطوطہ کہاں سے سندھ کی حدود میں داخل ہوا؟ (۲) اس وقت دریائے سندھ کا بہاؤ کہاں سے تھا؟ (۳) ابن بطوطہ نے کہاں سے دریا کو عبور کیا؟ (۴) شہر جنانی کہاں پر واقع تھا؟ کے جوابات تحقیق سے تلاش کرنے کی کامیابی سعی کی ہے اس کے علاوہ آپ نے اس سلسلے میں اب تک ہونے والی مختلف محققین کی تحقیق سے اتفاق و اختلاف کرتے ہوئے اپنے نتائج مرتب کیے ہیں اور ابن بطوطہ کے سندھ کے اس سفر سے متعلق ایک اسکیچ (خاکہ) بھی پیش کیا ہے، اس کے ساتھ آپ نے ابن بطوطہ کے سفر نامے پر ہو چکے کاموں پر مختصراً روشنی بھی ڈالی ہے۔

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے سندھ کے فارسی شعراء پر مشتمل ایک تذکرہ ''سندھ میں فارسی شاعری کا آخری دور۔ تکملۃ التکملۃ'' فارسی میں تحریر کیا ہے لیکن اس کا ''مقدمہ'' اردو میں ہے اور یہی ''مقدمہ'' شمار نمبر ۹ مقالہ ہے۔ جس میں آپ نے ابتدا میں آٹھویں صدی ہجری سے چودھویں صدی ہجری کے نصف اوّل تک سندھ میں فارسی زبان کے مطالعے، شاعری میں ہونے والی ترقی اور اس دوران لکھے گئے تذکروں کا مختصر احوال بیان کیا ہے اس کے بعد آپ نے ان عنوانات ''مجموعات و منتخبات''، ''محفلیں انجمنیں''، ''مراسلے''، ''موازنے''، ''مشاعرے'' اور ''حسنِ شعر کی داد و روایت'' کے تحت بالتفصیل فارسی شاعری کا جائزہ مختلف تذکروں اور مقالات کے پس منظر میں لیا ہے اور سندھ میں فارسی شاعری کے آخری دور کو ایک طرح سے کوزے میں بند کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے (مذکورہ شمار نمبر ۱۰) سندھ کے قدیم شعرا کا جنھوں نے اردو میں شاعری کی ہے ایک تذکرہ بہ عنوان ''سندھ میں اردو شاعری (از عہد شاہجہاں تا قیامِ پاکستان)'' تحریر کیا ہے۔ جس کا پہلا ایڈیشن مہران آرٹس کونسل حیدر آباد نے ۱۹۶۷ء میں، دوسرا ایڈیشن ممتاز مرزا نے حیدر آباد سے ۱۹۷۰ء میں، جب کہ تیسرا ایڈیشن مجلس ترقی ادب لاہور نے ۱۹۷۸ء میں شایع کیا۔

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کتاب کی اشاعت کی تجویز، مقاصد، اس میں شامل شعرأ کے انتخاب کا پس منظر اور اس کے دورانیے سے متعلق ''تعارف'' (دوسرا ایڈیشن) کے عنوان سے لکھتے ہیں:

> ''۲۷ جنوری ۱۹۶۶ء کو بندہ راقم کی تجویز پر مہران آرٹس کونسل، حیدر آباد کے زیرِ اہتمام فنِ شعر و شاعری کی ترویج کے سلسلے میں ایک 'محفلِ انشاد' منعقد کی گئی جس میں خطۂ سندھ کے قدیم اُردو شعراء کے منتخب اشعار پیش کرنے کی کوشش کی گئی، تاکہ قدماء کے اسالیبِ بیاں اور محاسنِ کلام منظرِ عام پر آجائیں۔۔۔ اُردو شاعری کی ترویج میں خطۂ سندھ کے شعراء کا حصہ اس برصغیر کے دوسرے خطوں کے شعراء سے کچھ کم نہیں۔ فنِ شاعری

کے سلسلے میں اس بیش بہا سرمایہ کی حفاظت اور اشاعت کو ضروری سمجھ کر راقم نے مہران آرٹس کونسل کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ خطۂ سندھ کے قدیم اور اُردو شعراء کا منتخب کلام کونسل کی طرف سے شایع کیا جائے••• سندھ میں اُردو شاعری کی تاریخ کے ہر دور میں سے نمائندہ شعراء کو پیش کیا گیا ہے۔۔۔ صرف ایسے شعراء کو لیا گیا ہے جن کا تعلق خاص خطۂ سندھ سے رہا ہے۔ یہ عہد شاہجہان سے لے کر تقریباً ۱۹۳۵ء تک کے ہیں۔۔۔ ایسے شعراء کو لیا گیا ہے جن کا کلام نسبتاً خالص سندھی ماحول کی پیداوار ہے تاکہ سندھ میں اُردو کی مستقل نشوونما کی تاریخ کے خدوخال روشن ہو سکیں''۔ (ص: ہ، و، ر)

کتاب کے پہلے ایڈیشن میں کل چھیاسٹھ (۶۶) شعراء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) ملا عبدالحکیم عطا ٹھٹوی، (۲) میر حیدرالدین ابوتراب کامل، (۳) میر محمود صابر، (۴) میر حفیظ الدین علی، (۵) روحل فقیر، (۶) مراد فقیر زنگیچہ، (۷) شاہو خان زنگیچہ، (۸) شیخ ورو، (۹) سیّد ثابت علی شاہ ثابت، (۱۰) میر ضیاء الدین ضیاء، (۱۱) محمد عظیم الدین عظیم، (۱۲) حافظ عبدالوہاب عرف سچے ڈنہ سچل، (۱۳) میاں محمد سرفراز عباسی، (۱۴) آخوند قاسم ساونی ہالائی، (۱۵) فقیر غلام علی زنگیچہ، (۱۶) دریا خان زنگیچہ، (۱۷) میر کرم علی خان کرم، (۱۸) میر مراد علی خان علی، (۱۹) میر غلام علی مائل، (۲۰) میر محمد نصیر خان جعفری، (۲۱) میر صوبدار خان میر، (۲۲) نظر علی فقیر زنگیچہ، (۲۳) محمد یوسف فقیر آگڑھ، (۲۴) نواب غلام شاہ لغاری، (۲۵) خلیفہ نبی بخش لغاری قاسم، (۲۶) میر شہداد خان حیدری، (۲۷) فقیر قادر بخش بیدل، (۲۸) صوفی ابراہیم شاہ فقیر، (۲۹) فتح دین شاہ فتح، (۳۰) دیوان صورت سنگھ صورت بہار، (۳۱) میر حسین علی خان حسین، (۳۲) حمل خان لغاری، (۳۳) سیّد مہدی شاہ بخاری، (۳۴) محمد محسن بیکس، (۳۵) میرزا فتح علی بیگ فتح، (۳۶) نواب الہداد خان لغاری صوفی، (۳۷) نواب تاج محمد خان لغاری، (۳۸) مخدوم امین محمد امین، (۳۹) نواب غلام اللہ خان لغاری، (۴۰) حاجی فضل محمد ماتم، (۴۱) محمد ابراہیم خلیل ٹھٹوی، (۴۲) نواب حسین علی خان حسین، (۴۳) پیر نصیر الدین نقشبندی، (۴۴) سیّد غلام محمد شاہ گدا، (۴۵) غلام مرتضیٰ شاہ مرتضائی، (۴۶) میر محمد حسن علی خان حسن، (۴۷) میرزا قاسم علی بیگ قاسم، (۴۸) سوبھا فقیر لغاری، (۴۹) میانجی محمد صالح خاکی، (۵۰) نواب نظر علی خاں لغاری، (۵۱) قطب شاہ جہانیاں پوٹہ، (۵۲) پیر کمال الدین کمال، (۵۳) میرزا عباس علی بیگ علی، (۵۴) نواب فقیر ولی محمد لغاری، (۵۵) میرزا مراد علی بیگ، (۵۶) سیّد مصری شاہ نصرپوری، (۵۷) پیر بھاون علی شاہ ساقی، (۵۸) میاں وڈل حیدری، (۵۹) میرزا دوست محمد دوست، (۶۰) میر عبدالحسین خان سانگی، (۶۱) میرزا قلیچ بیگ قلیچ، (۶۲) میرزا مدد علی بیگ مدد، (۶۳) میرزا قربان علی

بیگ قربان، (۶۴) میر علی نواز خان ٹالپور ناز، (۶۵) کلیم اللہ شاہ، (۶۶) پیر جمال الدین علوی۔

کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں درج ذیل مزید چار شعرا کا تذکرہ شامل کیا گیا:

(۱) سیّد قنبر علی شاہ بھاڈائی، (۲) غلام حیدر فقیر گرناری، (۳) امام علی خدمتگار، (۴) ہدایت علی نجفی۔

کتاب کے تیسرے ایڈیشن میں ایک اور شاعر سیّد عابد علی شاہ شیدا خیرپوری کا اضافہ کیا گیا ،اس طرح کتاب کے تینوں ایڈیشنوں میں کل ملا کر اکہتر (۷۱) شعرا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

کتاب کا دوسرا ایڈیشن اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ پہلے ایڈیشن میں طباعت اور املا کی جو غلطیاں تھیں وہ دور کر دی گئیں اور متن میں ترمیم و تصحیح بھی کی گئی، اس کے علاوہ حاشیے میں درج ذیل باتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قدیم اور متروک الفاظ کے معنی

۲۔ قدیمی املا کیا تھا اب کیا ہے؟

۳۔ سندھی اور اُردو میں تذکیر و تانیث کا فرق

۴۔ سندھی اور سرائیکی الفاظ کے معنی

۵۔ سندھی کاتبوں کی اُردو زبان سے ناآشنائی کی بناء پر بعض اشعار میں اُردو املا کی جو غلطیاں ہوئیں اور اس سے بحر و وزن میں جو تبدیلیاں واقع ہوئیں وغیرہ۔

مذکورہ ایڈیشن کی ایک اور خاص بات یہ بھی ہے کہ سندھی شعراء کے مقامی لب و لہجہ کی وجہ سے ان کے اشعار میں جو عروضی خامی پیدا ہوئی اس کو سندھی زبان کے مطابق کس طرح سمجھا جاسکتا ہے، مؤلف نے ''پیش لفظ'' میں ان اُمور پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور ان اُمور میں مؤلف کو ڈاکٹر غلام مصطفی خاں کی جو رہنمائی حاصل رہی اس کا بھی برملا اظہار کیا ہے۔

کتاب کے تینوں ایڈیشن میں شامل اکہتر (۷۱) شعراء کے مختصر حالاتِ زندگی، کون کون سی زبانوں میں شاعری کی، کس صنف شاعری پر طبع آزمائی کی، کونسی صنف شاعری وجہ شہرت بنی، دیوان اور مجموعہ کلام کی تعداد و نام، شاعر نے نثر میں بھی اگر کوئی کام کیا ہے تو اس کا تذکرہ، کہیں کہیں سندھ اور ہندوستان کے ایک ہی دور کے شعراء کا موازنہ، غرض ہر طرح کی ادبی اور تاریخی معلومات بہم پہنچانے کی مؤلف نے پوری کوشش کی ہے۔ البتہ سنِ ولادت اور سنِ وفات پر بہت سی جگہ سوالیہ نشان لگے ہیں اس حوالے سے مؤلف نے خود اعتراف کیا ہے:

''یہ تالیف اس موضوع پر کوئی تحقیقی مقالہ نہیں بلکہ ایک اجمالی خاکہ ہے۔۔۔ جہاں ولادت

اور وفات کی صحیح تاریخیں نہ مل سکیں وہاں ذیلی مطالعے اور قرائن سے ولادت اور وفات کے سال انداز اً لکھ دیے گئے ہیں‘‘۔(’’دوسرا ایڈیشن‘‘، ص: و،ز)

اس تذکرے میں شامل زیادہ تر شعراء کا تعلق حیدر آباد سے ہے البتہ صاحبِ مؤلف کا یہ بیان کہ ’’ایسے شعراء کو لیا گیا ہے جن کا تعلق خاص خطۂ سندھ سے رہا ہے۔۔۔ان میں سے ان متاخرین کو لیا گیا ہے جن کی علمی اور ذہنی تربیت ۱۹۲۰ء سے پہلے ہوئی‘‘۔(’’دوسرا ایڈیشن‘‘، ص۔ز) درست معلوم نہیں ہوتا، کراچی جو سندھ کا تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد ایک خاص شہر رہا ہے، اس کا ایک بھی شاعر اس کتاب میں شامل نہیں جب کہ بیسویں صدی کے آغاز میں یہاں مشاعروں کا آغاز ہو چکا تھا:

’’۱۹۱۱ء کا زمانہ سندھ میں اُردو ادب کے لیے بہت زیادہ ساز گار ہوا۔ کراچی میں علم و ادب کے چرچے رات دن ہونے لگے اور مشاعرے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس مشاعرے کے بانی شیخ نبی بخش محمد پناہ اور شرکاءِ مشاعرہ منشی عبدالنبی صابر، منشی عبداللہ فصاؔ وغیرہ اہم تھے‘‘۔[۶]

اس کے علاوہ نبی گل خان صابر (کراچی آمد ۱۹۱۲ء)، نبی شیر خان شاکر (کراچی آمد ۱۹۱۹ء) اور سیٹھ عبدالکریم عزمی جو کراچی کے باشندے تھے۔ ۱۹۲۰ء سے پہلے کراچی میں شاعری کر رہے تھے

(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے انجمن ترقی اُردو (سندھ) کراچی کی پچپن سالہ رپورٹ۔ مطبوعہ ۱۹۴۰ء)

مجموعی طور پر یہ تذکرہ سندھ میں اُردو شاعری (از عہد شاہجہان تا قیامِ پاکستان) کے حوالے سے اُردو کی ادبی تاریخ میں ایک اہم سنگِ میل اور عظیم کارنامہ ہے جو ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی انتھک محنت، اہم ماخذات تک رسائی، تحقیقی و تنقیدی بصیرت، تاریخ و لسانیات پر مہارت، قومی و علاقائی زبانوں اور ان کے ادب سے والہانہ عقیدت کی بدولت ممکن ہو سکا۔ اس تذکرے میں درج ذیل موضوعات پر مفید لوازمہ اور تحقیقی اشارے بھی مل جاتے ہیں جو ادبی محققین کے لیے نشانِ راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

۱۔ سندھ میں اُردو زبان کا تاریخی ارتقاء

۲۔ سندھ میں اُردو زبان کی لسانی خصوصیات

۳۔ سندھی اور اُردو زبان کے میل سے پیدا ہونے والے نئے الفاظ اور محاورات

۴۔ سندھ کے مقامی شعراء کی اُردو زبان و ادب سے وابستگی اور خدمات

۵۔ بعض شعراء کے قلمی نسخوں اور بیاض کا پتا چلتا ہے جو ابھی تک غیر مطبوعہ اور تحقیق طلب ہیں۔

سادہ اور رواں نثر میں تحریر ان مقالات و کتب کے موضوعات کا آپ نے تحقیق و تاریخ کے حوالوں سے بھرپور احاطہ کیا ہے اور داخلی و خارجی شواہد سے استفادہ کرتے ہوئے ان سے متعلق بہترین معلومات فراہم کی ہیں اور دادِ تحقیق دی ہے۔ ان مقالات و کتب کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا

مطالعہ و مشاہدہ نہایت عمیق و وسیع تھا اور آپ علمِ لسانیات اور تاریخ سے بھی گہری واقفیت رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے ان میں علمی و لسانی اور تاریخی مسائل کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ حل کیا ہے۔ ان مقالات و کتب میں تحقیق کے ساتھ ساتھ تنقید کا بھی بر محل استعمال ہوا ہے، جس سے کلام و نثر کے عمدہ تجزیے سامنے آئے ہیں۔ مجموعی طور پر آپ کی اردو تحقیق میں خدمات نہایت وقیع اور اہمیت کے حامل ہیں اور حال و مستقبل کے طالبانِ تحقیق کے لیے مضبوط بنیادیں اور اہم اشارات فراہم کرتی ہیں۔

حواشی و تعلیقات

۱۔ راشد شیخ کتاب ''ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، شخصیت اور فن'' (مطبوعہ اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد، ۲۰۰۷ء) میں تاریخ پیدائش کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''بلوچ صاحب کے ابتدائی اسکول رجسٹر میں آپ کی تاریخ پیدائش ۱۶ دسمبر ۱۹۱۷ء لکھی ہے اور یہی تاریخ بعد میں مختلف اسناد میں درج کی گئی۔ خود بلوچ صاحب کے مطابق ان کی پیدائش ۱۹۱۹ء میں ہوئی''۔ (ص: ۲۴)

۲۔ کتاب کے مزید دو ایڈیشن ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۸ء میں شایع ہوئے۔

۳۔ اس مقالے کی پہلی قسط مجلہ ''تحقیق'' جام شورو، شمارہ (۱۱۔۱۰) ۹۷۔۱۹۹۶ء میں بھی شایع ہوئی۔

۴۔ یہ ''تعارف'' ماہنامہ ''اخبار اردو'' اسلام آباد، مارچ اپریل ۲۰۰۴ء میں بھی (چند حصے حذف کر کے) شایع ہوا ہے۔

۵۔ مقبرہ خدا یار خان اور درگاہ قلندر شہباز

۶۔ رضا ہمدانی: ''مشاعرہ کی ابتداء''، مشاعرہ کمیٹی، انجمن ترقی اردو (سندھ)، کراچی کی پچیس سالہ رپورٹ، کراچی، ۱۹۴۰ء، ص ۴

کتابیات

۱۔ راشد شیخ، (مرتب) ''ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، شخصیت اور فن''، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۰۷ء

۲۔ رضا ہمدانی، (مرتب) ''مشاعرہ کی ابتدا'' کراچی، مشاعرہ کمیٹی، انجمن ترقی اردو (سندھ)، کراچی کی پچیس سالہ رپورٹ، ۱۹۴۰ء

۳۔ عین الحق فرید کوٹی (مرتب) ''اردو زبان کی قدیم تاریخ''، لاہور، ارسلان پبلی کیشنز، ۱۹۷۲ء

۴۔ نبی بخش بلوچ، ڈاکٹر (مرتب): ''سندھ میں اردو شاعری (از عہد شاہجہاں تا قیامِ پاکستان)'' (تین ایڈیشن) حیدرآباد، مہران آرٹس کونسل، ۱۹۶۷ء (اوّل)، حیدرآباد، ممتاز مرزا (ناشر)، ۱۹۷۰ء (دوم)، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۸ء (سوم)

۵۔ نبی بخش بلوچ، ڈاکٹر (مرتب): ''دیوان شوق افزا عرف دیوان صابر''، لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۱۹۸۴ء

۶۔ نبی بخش بلوچ، ڈاکٹر (مرتب): ''مولانا آزاد سبحانی، تحریکِ آزادی کے ایک مقتدر رہنما'' لاہور، ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۸۹ء

۷۔ نبی بخش بلوچ، ڈاکٹر (مرتب): ''دیوان ماتم''، جام شورو، حیدرآباد، سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۹۰ء

۸۔ نبی بخش بلوچ، ڈاکٹر: ''سندھ میں فارسی شاعری کا آخری دور۔ تکملۃ التکملۃ'' اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۷ء